

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اشارات

اسلام علم کے بغیر نہیں!

اَقْرَأْ خذِ اِلٰهَ اِسْمٰئِیْلَ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الْعَرَبِیَّ الَّذِیْ یُحَدِّثُکَ اَلْاَحْکَامَ الَّتِیْ کُنْتَ تَکْفُرُ بِهَا کَانَ لَکَ مِنْ اِلٰهِکَ اِسْمٌ اَوْفَیْ سَمِیْعٍ عَظِیْمٍ

پہر ایمان، پھر خدا کی نازل کردہ الہامی ہدایت کا علم اور اس کے ساتھ اسوۂ نبوت یا کتاب اللہ کی اس قرآنی و عملی تشریح کا علم جسے سنتِ رسول اللہ کہتے ہیں، آخر میں تفسیر و حدیث سے متعلقہ علوم اور تفقہ اور اجتہاد کے اصول و طرق کا علم۔ ان سارے بنیادی علوم سے جن دوسرے ضروری علوم کا گہرا تعلق ہے، ان پر عبور، خواہ وہ لغت اور نحو ہو، تاریخ و سیر ہو، اسما و الرجال ہو یا ادب و بیعت۔

مسلمان کسی بھی علاقے کا آدمی ہو اور کوئی بھی بولی بولتا ہو، اس کا صحیح مقام یہ ہے کہ وہ علم دین کو ان ماخذ سے براہِ راست حاصل کرے۔ یہ اگر ممکن نہ ہو تو کم تر درجہ یہ ہے کہ کسی بھی زبان میں قرآن، حدیث، فقہ اور ان سے متعلقہ علوم میں جتنی دستِ گاہ حاصل کر سکتا ہو کرے۔ اس کم تر درجے کا علم بھی اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ دینی علوم کی اصطلاحات اور معروف و زبان زد کلیات کو ضرور جانتا ہو تاکہ اگر ماخذ کا براہِ راست علم رکھنے والے ماہرین بات کریں تو وہ اسے سمجھ سکے۔

عام مسلمان کی ذمہ داری بھی کم نہیں کی جاسکتی، مگر ایسے لوگ جو دوسروں میں دین کی دعوت پھیلانے اور اقامتِ دین کی تحریک چلانے نکلے ہوں، وہ تو ضروری علم یا صلاحیتِ فہم کے بغیر ایک قدم بھی اس راہ میں نہیں چل سکتے۔

اسلاہر کی راہ میں جب بھی بڑا کام کرنا ہو تو جہاں یہ لازم ہے کہ اس کام میں حصہ لینے والا شخص علمِ دین حاصل کرنے کی جدوجہد کرے اور مسلسل کرتا رہے، وہاں یہ حقیقت بھی سامنے رکھنی چاہیے کہ ایسے وسیع کام میں آنے والے حضرات ہماری سوسائٹی کے اُن دونوں علمی دائروں سے آئیں گے جو تفریقِ دین و سیاست نے پیدا کر دیے ہیں۔ کچھ دینی علوم کے لحاظ سے پیش پیش ہوں گے اور کچھ جدید علوم سے آراستہ ہوں گے اور کچھ بین بین رہیں سب اگر مل کر ایک قوت بن سکتے ہیں اور ہم آہنگی سے کام کر سکتے ہیں تو صرف اُس صورت میں جب کہ دونوں ایک دوسرے کے اندازِ گفتگو اور اختیار کردہ اصطلاحات کا فہم پیدا کریں۔ دونوں فریق اپنے اپنے نظامِ ہائے تعلیم کی قائم کردہ سرحدوں سے آگے نکل کر دوسری جانب سے بھی استفادہ کریں۔

لیکن چونکہ علمِ دین اسلام کے تمام خادموں کی ایسی اشد اور بنیادی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر ایمان کے عملی تقاضے پورے ہی نہیں کئے جاسکتے، اس وجہ سے تمام علوم کے مقابلے میں علمِ دین کو اولیت حاصل ہے۔ اور قرآن و حدیث میں جس "العلم" کے حصول کو فریضہ قرار دے دیا گیا ہے وہ علمِ دین ہی ہے۔ جدید حضرات علمِ دین حاصل کر کے ہی اپنے پڑھے ہوئے علوم کو نئی شکل دے سکتے ہیں اور اُن میں نئی رُوح پیدا کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی تبدیلی کے بغیر تو الحاد اور مادیت اور سامراجی بنیادوں پر قائم شدہ علوم حیرت انگیز معلومات کے باوجود اپنی رُوح کے اعتبار سے عہدِ جدید کی شاندار جاہلیت ہی رہیں گے۔

اگر کسی حلقے یا نظام میں علمِ دین کو اولیت حاصل ہے تو قدرتی طور پر علمائے دین کو بھی اولیت و اہمیت حاصل ہوگی۔ کیونکہ انہی سے جدید گروہوں کو بہت کچھ سیکھنا ہے اور اُس جوہر کو حاصل کرنا ہے جس کے آخر سے لحدانہ افکار و علوم فروغِ اسلام کا قدیچہ بن سکتے ہیں۔

قاعدہ کا یہ ہے کہ اگر اساتذہ کا احترام نہ کیا جائے تو تعلیم کے دروازے آدمی پر پوری طرح نہیں کھلتے، اسی طرح اگر علمائے دین کے حقِ احترام کو ضائع کیا جائے تو آدمی علمِ دین حاصل نہیں کر سکتا۔

پس کسی صورت میں یہ روا نہیں کہ علمائے دین کا کسی بہانے مذاق اڑایا جائے یا ان کو طنز کا نشانہ بنایا جائے۔ جس ماحول میں انہوں نے برسوں تعلیم حاصل کی ہوتی ہے یا جس ماحول میں وہ قرآن، حدیث اور فقہ کے درس دیتے ہیں۔ اُس کے زیر اثر ایک خاص زبان مسلسل استعمال کرنے کی وجہ سے اپنی عام تقریروں یا گفتگوؤں میں بھی اسی خاص زبان کی جھلک کا آجانا فطری ہے۔ مگر یہ زبان متوسط دینی سوجھ بوجھ رکھنے والوں کے لیے اتنی بھی ناقابل فہم نہیں ہوتی کہ جیسے اسکیمو لینڈ میں پہنچ کر آپ کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔

اسلامی تحریک کی طرف بڑھنے والے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں کہ علم تفسیر، علم حدیث اور اصول فقہ و استنباط کے متعلق ایک ایک مختصر رسالہ ایسا پڑھ لیں جن میں ضروری اصطلاحات اور تقریروں میں استعمال ہونے والے کلموں کا تعارف کروا دیا گیا ہو۔

راتنے چھوٹے سے کام کے لیے عربی زبان سیکھنے کا انتظار کرنا بھی ضروری نہیں۔ اردو زبان ہی میں ان ضروریات کو پورا کرنے کا سامان موجود ہے۔ "علم دین" تو وسیع چیز ہے، دین کا جنرل نالج تو ایسے افراد کو ضرور حاصل کرنا چاہیے جنہیں کوئی بڑا کام کرنا ہو، خواہ وہ کام صرف تحریر و تقریر ہی کا ہو۔

کئی ایسے بھی شخص جس نے چند مناسب کتابیں قرآن و حدیث اور فقہ کے متعلق پڑھ لی ہوں، وہ کبھی اہل علم کی گفتگو سن کر اس چکر میں نہیں پڑے گا کہ اس کے پلے کچھ نہیں پڑا۔ پلے تو تب پڑے کہ پہلے "پلے" ہو۔ مثلاً تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ موجود ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کا مختصر رسالہ تفسیر پڑھا جا سکتا ہے۔

تفسیر اور مفسرین کی تاریخ جناب غلام احمد حیرانی نے لکھی ہے، حدیث کے متعلق مولانا مودودی مغفور کی تفسیحات اور منصب رسالت کے علاوہ، فتنہ انکار حدیث کا منظر اور پس منظر، مختلف محدثین کے حالات

اور کارناموں پر لٹریچر مل سکتا ہے۔ فقہ میں فقہائے اربعہ، عربی میں مختصر کتاب بدائیۃ المجتہدین کے علاوہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابو حنیفہ اور امام ابن تیمیہ پر الگ الگ کتابیں

موجود ہیں، جن میں ان کے کام پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ اور اصطلاحات بھی آجاتی ہیں۔ تاریخ فقہ اور تاریخ فقہاء بھی موجود ہے۔ اصول فقہ پر غالباً بہت مختصر رسالہ بھی مل سکتا ہے (نام یاد نہیں) اجنبی

کے موضوع پر چھوٹی چھوٹی متعدد کتابیں موجود ہیں۔ متعدد کتب احادیث کے مقدمے بڑے اہم ہیں۔

میں نہیں سمجھتا کہ ایک اُردو دان بھی اگر اس طرح کی دس پانچ کتابیں دیکھے تو وہ علمائے دین کی مراد زبان کو سمجھنے میں دقت محسوس کر سکتا ہے۔

چلے ہوں آپ احکام دین کو دنیا کے جدید حالات پر منطبق کرنے، اور علم اُس زبان اور طرزِ کلام کا بھی نہ ہو جو فقر و استنباط کے معاملات میں رائج ہے۔ انقلاب ویسے ہی تو نہیں آجائے گا۔

کسی مجلس میں اگر کسی عالم دین کی ہونے والی گفتگو کا کوئی جزو سمجھ میں نہ آئے تو وقتی طور پر ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ نہایت سنجیدگی سے درخواست کی جائے کہ فلاں اصطلاح یا جملہ سمجھا نہیں جاسکا، اس کی وضاحت فرمادیں۔

بلکہ اس سے زیادہ آگے جانا چاہیے۔ کسی مجلس سے فارغ ہونے کے بعد کسی بزرگ سے گفتگو کی جاسکتی ہے کہ میں فلاں معاملے میں یہ باتیں نہیں سمجھتا ہوں، مجھے اس بارے میں رہنمائی دیجیئے۔ بات چیت کے بعد یہ بھی پوچھ لیجیے کہ کونسی آسان اور مختصر کتاب پڑھوں جس سے اس طرح کے مسائل کا فہم حاصل ہو جائے۔

ہم نے تو اپنا دورِ عمر اسی طرح گزارا ہے اور کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ دینی علوم کے ماہرین اور جدید علوم کے جاننے والوں کے درمیان اتنی بڑی خلیج اظہار (EXPRESSION GAP) حائل ہے کہ دونوں فریق اس کے دوسروں پر کھڑے ایک دوسرے سے کہہ رہے ہوں کہ ”زبان یا رہنمائی و من تہ کی نئے دافم“

آخر جدید علوم والے جو زبان بولتے ہیں۔ مثلاً ایک ماہر معاشیات یا ایک ڈاکٹر آف فلاسفی یا پولیٹیکل سائنس اور سوشیالوجی اور سٹوڈنٹس کے لیکچرر اگر بات کرتے ہیں تو اپنی عادت کی زبان سے نکل کر کوئی نئی زبان مشکل ہی سے اختیار کرتے ہیں۔ وہ بہت سی جدید اصطلاحات کو اس مفروضے سے

بولیں گے جیسے ہر کوئی پہلے سے سمجھتا ہے، انگریزی کے وزنی الفاظ بے تکلف استعمال کریں گے۔ حالانکہ ان کے سامنے دیہاتی اور کم تعلیم یافتہ لوگ بھی موجود ہوتے ہیں۔ وہ بچارے نہ بھی سمجھیں تو ادب و شائستگی کو برقرار رکھتے ہیں اور کسی کا مذاق نہیں اڑاتے۔

چھرا لگ لگ صوبوں کے لوگ، اپنی علاقائی زبان بولنے کے اتنے عادی ہوتے ہیں کہ بعض تو کم سے کم موقعوں پر بولتے ہیں اور بولتے بھی ہیں تو معذرت کے ساتھ مختصر اظہار خیال کرتے ہیں۔

اچھے لوگ کیا کریں! ظاہر ہے کہ ایک حد تک صبر سے کام لینا پڑتا ہے۔

یہ لے بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ہم اور وہ تمام لوگ جو کسی بھی سطح پر دین کی خدمت کرتے ہیں، ان کی ساری حرکت اور سرگرمی کے لیے علمائے دین روح گرواں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمیں قدم قدم پر ان سے رہنمائی لینی پڑتی ہے۔ وہ مصلحت و تدبیر کی عام بحثوں کے دوران میں ہمیں کسی اہم دینی اصول یا حکم کی طرف توجہ دلا کر ہم پر بڑا احسان کرتے ہیں۔ ہم اپنی تقریروں کے لیے ان کے درس گفتگو سے مواد حاصل کرتے ہیں۔ اور ان سے سیکھے ہوئے نکات سے ہم تحریروں میں وزن پیدا کرتے ہیں۔

انگرو علمائے گرامی قدر ہمارے ساتھ ہو کر قدم قدم پر ہماری رہنمائی نہ کرتے اور ضروریات دین اور مقاماتِ خطر سے آگاہ نہ کرتے تو نرمی انقلابیت نہ جانے ہمیں کہاں سے کہاں لے جاتی اور ہم اس مردِ عظیم کے لیے بھی کتنی پریشانی کا باعث ہوتے جس کی لپکار پر ہم صبح ہوئے۔

حرفِ آخر یہ کہ ہم جو کام کر رہے ہیں وہ دینی کام ہے، وہ ہماری اختراع و ایجاد تو نہیں کہ اس کا خاکہ جیسے چاہیں بنائیں اور اس میں جس جگہ جو رنگ پسند آئے، بھر دیں۔ دینی کام کتاب و سنت کے اصول و احکام کے دائرے ہی میں ہو سکتا ہے، لہذا کتاب و سنت سے متعلق علوم کا جاننا ضروری

ہے اور ہم میں سے جو لوگ ان علوم سے واقف ہوں، وہ ہمارے لیے خاص احترام کے مستحق ہیں اور ان کے ساتھ معاملہ صرف شائستگی اور سنجیدگی ہی کے حدود میں کیا جاسکتا ہے۔

تصحیح اغلاط

ترجمتہ قرآن مجید مع مختصر حواشی میں حسبِ ذیل غلطیوں کی اصلاح
کر لی جاتے۔

صفحہ نمبر	سطر	غلط	صحیح
۳۸۲	۱۰	أَفِيدَةٌ	أَفِيدَةٌ
۵۰۶	۶۰	لِيُؤَاهُوا	لِيُؤَاهُوا
۱۳۰۶	۹	عَلَى	عَلَى
۱۳۲۲	۷	الْحَيِّ	الْحَيِّ
۱۳۳۶	۴	أَفْتَمِرُونَهُ	أَفْتَمِرُونَهُ
۱۳۳۶	۱۲	نِسَائِكُمْ	نِسَائِكُمْ

تَفْهِيمُ الْقُرْآنِ جلد پنجم میں حسبِ ذیل غلطی کی اصلاح کر لی جاتے۔

۵۳۴ صفحہ